

حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب عاجز

ہم نے گزر کے دیکھ لیا اپنی جان سے بھی

دل کو سکوں ملا نہ سکوتِ زباں سے بھی
 لیتنی ہے آنکھ لطفِ جمال و جلال دوست
 بھر مکی ہو آگ دل میں تیرے اشنیاق کی
 اعجاز ہے انہی کے یہ حسن و جمال کا
 بے چل دل حزیں وہیں بے چل دل حزیں
 اک اک قدم پیس جگہ خطرہ ہر جان کا
 نازاں ہیں لوگ دعویٰ تسخیر ماہ پر
 ماحول کا اثر بھی ہے۔ اور اے خطیب قوم
 مسجد سے بھی رگا دے۔ فلموں سبھی سے شوق
 لوٹا ہوں نامراد ہر اک بار گاہ سے
 دستِ دعا اٹھانے کو تھی آنکھ نم ہوئی
 اس سے نہ چھپ سکیں گی سیدہ کاریاں تیری

بے تابیاں نہ مٹ سکیں آہ و فغاں سے بھی
 نیرنگی سہارے سے جو رختراں سے بھی
 اک اشک کیا کچھ بھی نہ وہ جو تے رواں سے بھی
 محبوب ہو گئے وہ مجھے میری جاں سے بھی
 تسکین پائے غم ہستی جہاں سے بھی
 لائینگے ہم دوائے محبت وہاں سے بھی
 آگے گئے ہمارے نبی آسماں سے بھی
 بگڑی ہے قوم کچھ تیرے طرزِ بیاں سے بھی
 آگاہ ہم نہیں رہے سُدوزیاں سے بھی
 کیا نا امید جاؤں تیرے آستاں سے بھی
 ہم نے گزر کے دیکھ لیا اپنی جان سے بھی
 واقف ہے وہ تو دل کے خیالِ ہنساں سے بھی

صد حیف تجھ پہ اے دل عاجز ہزار حیف

تجھ کو سبق ملا نہ غم ناگہاں سے بھی

”جامِ طہور“